قاری محمد عادل خان

واضعینِ حدیث کے خلاف اصحاب الحدیث کا محاذ

سنتِ ثابتہ اور حدیث صحیحہ شریعتِ اسلامی کا دوسرا اہم ماخذ ہے۔ اس کی اس بنیادی اہمیت کا اعلان خود اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے کیا ہے: "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحٰى"۔

اسی اہمیت کی بنا پر علمائے اسلام نے علم حدیث کی طرف خصوصی توجہ دی اور ابتدائے اسلام ہی سے اس کی جمع و تدوین اور حفاظت و کتابت میں مصروف ہو گئے۔

حدیث کی جمع و تدوین کے دوران ہی محدثین نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ اگرچہ بالواسطہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے لیکن پھر بھی اُسے ایک زبردست خطرہ لاحق ہے۔ وہ یہ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص جھوٹی اور وضعی باتوں کو حدیث کے نام سے عوام میں پھیلا دے اور آہستہ آہستہ یہ موضوع باتیں "حدیث" کی شکل اختیار کر لیں۔ چنانچہ انھوں نے جمع و تدوین حدیث کے بعد سب سے پہلا کام یہ کیا کہ حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ و ضبط کے ایسے زریں اصول وضع کیے کہ جس کے بعد یہ ممکن نہ رہا کہ غلط اور وضعی باتیں "حدیث" کے نام سے بیان کی جا سکیں۔ نیز ان ہی اصولوں کی وجہ سے کسی بھی واضع حدیث کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ کسی عالم حدیث کے سامنے وضعی روایت کو "حدیث" کہہ کر پیش کر سکے۔

علمِ اصولِ حدیث ایک نہایت عظیم الشان اور وسیع علم ہے اور یہ اسی لیے معرضِ وجود میں لایا گیا ہے کہ حدیثِ رسول اللہ کذاب اور واضعینِ حدیث کی دست برد سے محفوظ و مصئون رہے۔ اس سلسلے کا ایک اہم ترین فن سند و اسناد کا علم ہے، اور بلاشبہ مسلمانوں نے جس طرح اس علم کی حفاظت کی اور ترقی یافتہ شکل میں پہنچایا، اس کی مثال نہیں ملتی۔

فن اسناد نے آگے چل کر علم اسماء الرجال کی شکل اختیار کر لی اور اس فن میں متعدد عظیم الشان و شہرہ آفاق کتابیں تصنیف کی گئیں۔

چونکہ یہ موضوع ہمارے اس مضمون سے الگ ہے، اس لیے اس پر آئندہ کسی مجلس میں گفتگو ہوگی۔ ان سطور میں صرف موضوع روایات کے خلاف علما کی خدمات پر ایک سرسری نظر ڈالنا مقصود ہے۔ علم اصو

حدیث اور بے حد احتیاط کے باوجود بعض لوگوں نے بے علم عوام میں اپنی ذاتی مفاد کے حصول کی خاطر بہت سی وضعی روایتیں عوام میں پھیلا دیں۔ ان وضعی روایات کے خلاف علما نے ایک اور قدم اٹھایا، وہ یہ کہ ان تمام وضعی روایتوں کو جو "حدیث" کے نام سے پیش کی جا رہی تھیں، اپنی تصنیفات میں جمع کر دیا اور اس طرح اور بھی زیادہ جامع صورت میں موضوعات کا انسداد کیا گیا۔ اس سلسلے میں بہت سی کتابیں تصنیف کی گئیں، جن میں سے اہم ترین یہ ہیں۔

۱۔ تذکرۃ الموضوعات: یہ کتاب محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی المعروف بہ ابن قیسرانی المکنی بہ ابوالفضل کی تصنیف ہے۔ ابن قیسرانی حدیث، تصوف اور علم کلام میں مشہور تھے۔ شوال ۴۴۸ھ کو بیت المقدس میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول ۵۰۷ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ سماع حدیث کے لیے مصر، شام، حجاز، جزیرہ، عراق، اصفہان اور خراسان کا سفر کیا۔ آخر میں ہمدان کو وطن بنا لیا تھا۔ مقدسی کی یہ کتاب موضوع روایات سے متعلق ایک بہترین تصنیف ہے۔ انھوں نے اس میں ایک تو موضوع روایات کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا اور ائمۂ حدیث کی طرف سے ان روایات پر جو جرح و تعدیل کی گئی ہے، اسے بہت عمدگی سے بیان کیا۔[1] یہ کتاب مصر سے ۱۳۲۳ھ میں چھپ چکی ہے۔ صاحب معجم المؤلفین نے ایک اور کتاب "معرفۃ التذکرہ فی الاحادیث الموضوعہ" کا بھی ذکر کیا ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے یہ کوئی الگ کتاب نہیں بلکہ اسی کتاب کا دوسرا نام ہے۔

۲۔ الموضوعات فی الاحادیث المرفوعات: یہ ابو عبداللہ حسین بن ابراہیم بن الحسین بن جعفر الہمدانی جورقانی (م ۵۴۳ھ) کی تصنیف ہے، جورقان، ہمدان کے نواح میں ایک قریہ ہے۔ ان کا شمار حفاظ الحدیث میں ہوتا ہے، اس کتاب کا دوسرا نام "کتاب الاباطیل" بھی ہے۔ جس کا ذکر الصفدی نے کتاب الوافی میں کیا ہے۔[2]

۳۔ الموضوعات الکبریٰ: عبدالرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی القرشی البغدادی کی تصنیف ہے، ان کی کنیت ابوالفرج تھی۔ یہ حدیث کے زبردست عالم تھے۔ معلوم ہوتا ہے ابن جوزی کو اس فن سے کافی دلچسپی تھی یا وہ موضوعات سے سخت متنفر تھے، اسی لیے انھوں نے اپنی کتاب میں تشدد کی راہ اختیار کی۔ انھوں نے

---

[1] ابن خلکان، وفیات الاعیان ۱: ۶۱۶ — نیز دیکھیے: معجم المؤلفین زیر ابن قیسرانی

[2] تذکرۃ الحفاظ للذہبی ۴: ۱۰۰

ب میں بعض صحیح احادیث کو بھی موضوع کہہ کر درج کر دیا ہے، جس پر علما نے ان کا تعاقب کیا۔ اور ان
ء تسامح کو واضح الفاظ میں بیان کیا۔ ان متعقبین میں جلال الدین سیوطی کا نام سرِ فہرست ہے[۵۳] اس موضوع
ق انھوں نے دو کتابیں اور لکھی ہیں۔ جن میں انھوں نے ان تمام لوگوں کے نام جمع کر دیے ہیں جو یا تو
، وضع کرتے تھے یا پھر ائمہ نے ان کی حدیثوں کو متروک قرار دیا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب "الضعفا
زوکین" اور دوسری "اسماء ضعفا و الواضعین" ہے[۵۴]

۴- المغنی عن الحفظ والکتاب بقولہم لم یصح شی فی ھذا الباب: اس کے مصنف حافظ ضیاء الدین
ص عمر بن بدر موصلی حنفی ہیں۔ ابن بدر موصل میں پیدا ہوئے۔ بغداد، حلب اور دمشق میں حدیث کی سماعت
ور دمشق ہی میں ۸ رمضان ۶۲۳ھ کو وفات پائی۔ اسی موضوع پر ان کی ایک اور کتاب "العقیدۃ
یحہ فی الموضوعات الصریحۃ" ہے جس کا ذکر صاحب معجم المؤلفین نے کیا ہے[۵۵]

۵- الاحادیث الموضوعۃ التی یردھا العامۃ والقصاص: عبد السلام بن عبد اللہ ابن
یہ حرانی کا لکھا ہوا یہ رسالہ موضوعات میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ انھوں نے اس میں وہ موضوع
یات جمع کر دی ہیں جو عموماً قصہ گو قسم کے واعظین عوام کو سناتے اور اپنے مواعظ کو خوبصورت بنانے کے
، وضع کر کے بیان کیا کرتے تھے۔ اس رسالے کو موضوعات کے بارے میں نہایت سخت کہا گیا ہے، جیسا کہ
نِ جوزی کے بارے میں مشہور ہے۔

۶- الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص: حافظ زین الدین عبد الرحیم عراقی (۷۲۵-۸۰۶)
کی یہ تصنیف اس موضوع پر دلچسپ اور مفید ہے۔

۷- اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ: حافظ جلال الدین سیوطی (۸۴۹-۹۱۱): عبد الرحمٰن
ن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین الخضیری السیوطی نسب اور جلال الدین لقب تھا۔ یہ امام، حافظ، مؤرخ اور بلند پایہ ادیب
تھے۔ ۸۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً چھ سو کتابوں کے مصنف ہیں۔ قاہرہ میں نشو و نما پائی۔ والد کا سایہ بچپن ہی
یں سر سے اٹھ گیا تھا۔ جلال الدین نے چالیس سال کی عمر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ نہ کسی سے ملتے اور نہ

---

۵۳ تحفۃ الاحوذی مقدمہ شرح ترمذی ــ ایضاح المکنون للبغدادی، ۲: ۲۶۱
۵۴ الاعلام، زرکلی، خیر الدین جز ۳، ص ۸۹ ۵۵ معجم المؤلفین، کحالہ، عمر رضا، جلد ۷، ص ۲۷۸

کسی سے کچھ قبول فرماتے، تا آں کہ اسی عالم عزلت میں ۹۱۱ھ کو انتقال فرما گئے[56]

فن موضوعات پر مندرجہ بالا کتاب کے علاوہ " ذیل اللالی المصنوعہ " " التعقبات علی الموضوعات "

ور النکت البدیعات بھی مفید اور بلند پایہ کتابوں میں شمار کی جاتی ہیں[57]

(۸) تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ : علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن بن عراق الکنانی اور لقب نور الدین ہے۔ ۹۰۷ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے۔ بعد میں حجاز میں سکونت اختیار کر لی تھی اور یہیں ۹۶۳ھ کو انتقال کیا۔ تصوف اور فقہ اسلامی میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ تنقید شعر کا بھی خصوصی ملکہ تھا۔ موضوعات پر یہ کتاب ۹۵۴ھ میں تصنیف کر کے سلطان سلیمان عثمانی کو ہدیۃً پیش کی[58]

اس کتاب میں کنانی نے سیوطی کی جمع کردہ موضوعات پر مزید اضافہ کیا ہے۔ کتاب ایک مقدمہ اور دو قسموں پر منقسم ہے۔ قسم اول میں حدیث وضع کرنے والوں اور ان لوگوں کے نام ہیں جن پر جھوٹا یا واضع حدیث ہونے کا الزام لگایا گیا تھا اور قسم دوم میں موضوع روایات بیان کی گئی ہیں۔ کتاب مصر سے ۱۳۷۸ھ میں دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۹- تذکرۃ الموضوعات : جمال الدین محمد بن طاہر پٹنی، ہندی حنفی مشہور و معروف عالم حدیث ہیں۔ ۱۵۰۸ء میں شمالی گجرات بمقام نہروالا، پٹن پیدا ہوئے۔ والدہ کی طرف سے خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ گجرات میں مختلف علما سے تعلیم حاصل کی[59] آخر دم تک اسلام کی خدمت میں مصروف رہے۔ تا آنکہ اسی راہ میں ۱۵۷۸ء میں مہدیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا۔ ان کی یہ کتاب فن موضوعات الحدیث پر ایک جامع اور بلند پایہ کتاب ہے۔ ہر وضعی حدیث پر مکمل جرح بھی کی ہے تاکہ موضوع حدیث کا مکمل ثبوت بہم پہنچا دیا جائے۔

(۱۰) الکشف الالٰہی عن شدید الضعف والموضوع والواھی : محمد بن الحسین السندروسی (متوفی ۱۱۷۷ھ) کی یہ کتاب ان تمام ضعیف، واھیات اور موضوعات کو محتوی ہے جو واضعین نے وضع کر کے عوام

---

[56] الاعلام، خیر الدین زرکلی - جزء رابع، ص ۷۱

[57] معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ، دیکھیے عبدالرحمن بن ابی بکر [58] شذرات الذہب - ۸، ۳۳۷

[59] علم حدیث میں پاک و ہند کا حصہ، ترجمہ شاہد حسین رزاقی، ص ۱۵۵

میں پھیلا دی تھیں ۱۰؎

۱۱- الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ : قاضی ابی عبداللہ محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۲- ۱۲۵۵ھ) کی یہ کتاب بہت ہی مفید ہے لیکن اس میں مصنف نے بعض احادیث پر وضع کا حکم لگانے میں تساہل برتا ہے۔ اس کتاب پر السید عبدالحی لکھنوی نے ظفر الامانی میں تنقید کی ہے اور بتلایا ہے کہ اس موضوعات میں شوکانی نے بعض صحیح و حسن حدیث کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ یہ کتاب مصر سے ۱۳۸۰ھ میں نیز لاہور سے بھی چھپ چکی ہے۔

۱۲- تحذیر المسلمین من الاحادیث الموضوعۃ علی سید المرسلین : عبداللہ محمد البشیر ظافر المالکی (۱۳۲۵) اس کتاب میں مالکی نے وہ تمام موضوع روایات جمع کر دی ہیں جو زبان زدِ عوام تھیں۔ اس کتاب کی تمہید میں انھوں نے موضوع روایات کے خلاف نہایت جامع معلومات درج کی ہیں۔ کتاب حروفِ تہجی کے اعتبار سے مرتب کی ہے۔ مصر میں ۱۳۲۱ھ میں کتاب چھپ چکی ہے۔

۱۳- التذکرہ فی الاحادیث المشتہرہ (۷۴۵-۷۹۴) : محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی نام، کنیت ابو عبداللہ اور بدرالدین لقب تھا۔ شافعی تھے۔ مصر میں ۷۴۵ھ کو پیدا ہوئے اور مصر ہی میں ۷۹۴ھ کو وفات پائی۔ بہت سی بلند پایہ کتابوں کے مصنف ہیں ۱۱؎

۱۴- اللآلی المنثورہ فی الاحادیث المشہورہ مما الفہ الطبع ولیس لہ اصل فی الشرع - حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی (۷۷۳ - ۸۵۲) کی بہترین تصنیف ہے۔

۱۵- المقاصد الحسنۃ فی کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ : شیخ ابی عبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی (المتوفی ۹۰۲ھ) کی تالیف ہے۔ ہر حدیث کے ابتدائی حرف کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کی عبدالرحمٰن بن علی الشافعی المعروف بالدیبع (متوفی ۹۴۴ھ) نے تجرید کی ہے اور نام "تمییز الطیب من الخبیث مما یدور علی السنۃ الناس من الحدیث" رکھا ہے۔ لکھتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن سخاوی کی کتاب المقاصد دیکھی جو ایک اچھی اور عمدہ کتاب ہے لیکن چونکہ وہ کافی طویل تھی، لہٰذا میں نے اس کو مختصر کیا، ان تمام روایات کی خوب چھان پھٹک

۱۰؎ الایضاح المکنون، اسماعیل پاشا- ج ۲، ص ۲۵۷ ۱۱؎ الاعلام - خیرالدین زرکلی، جزء ۶، ص ۲۸۶

کی اور اس میں مزید اضافہ کیا۔ الذیع کتاب کی تصنیف سے ۹۰۶ھ ماہ رمضان المبارک میں فارغ ہوئے۔
اس کتاب کی تلخیص ان کے شاگرد شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدالسلام (متوفی ۹۳۱ھ) نے الدرۃ اللامعۃ فی بیان کثیر من الاحادیث الشائعۃ کے نام سے لکھی۔[۱۲] سخاوی کی یہ کتاب مصر سے ۱۳۷۵ھ میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۶۔ کشف الخفاء ومزیل الالتباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس ۲ جلد
اسماعیل بن محمد بن عبدالہادی الجراحی العجلونی الدمشقی نسب اور ابوالفدا کنیت ہے۔ اپنے دور میں محدث شام تھے۔ عجلون میں ۱۰۸۷ھ کو پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ ۱۱۶۲ھ کو دمشق میں فوت ہوئے۔ موضوعات پر ان کی اس کتاب کو بڑی شہرت حاصل ہوئی[۱۳]

۱۷۔ رسالۃ فی الموضوعات وکتاب الضعفاء: حسن بن محمد بن الحسن بن حیدر بن علی بن اسماعیل القرشی العدوی عمری صغانی، نسب اور کنیت ابوالفضائل ہے۔ سلسلۂ نسب حضرت عمر بن خطاب تک منتہی ہوتا ہے۔ ۵۷۷ھ کو بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں ماہ رمضان ۶۵۰ھ کو انتقال فرمایا۔ ان کو علمائے لاہور میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مؤرخین ان کے نام کے ساتھ لاہوری بھی لکھتے ہیں[۱۴]

علامہ صغانی لاہوری کو ضعیف اور موضوع احادیث کے خلاف محاذ میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ کیوں کہ انھوں نے اپنی کتاب میں نہایت مدلل اور شائستہ انداز سے اس بحث پر روشنی ڈالی ہے۔
واقعہ یہ ہے کہ جب سے فقۂ اسلامی کو عروج ہوا، علم حدیث کی ترقی میں کمی آنے لگی۔ پانچویں صدی ہجری میں اختلاف ائمہ نے وہ زور پکڑا کہ بعض لوگوں نے حدیث کو بڑا نقصان پہنچایا اور اپنے مسلک کی تائید میں ایسی حدیثیں پیش کرنے لگے جن کی صحت مشکوک تھی۔ چنانچہ اس کے خلاف دوسرے علما کے ساتھ علامہ حسن صغانی بھی کمر بستہ ہو گئے۔ صغانی لکھتے ہیں:
"ہمارے زمانے میں احادیثِ موضوعہ کی تعداد میں بکثرت اضافہ ہو گیا ہے جنھیں قصہ گو مجلسوں میں اور خطبوں میں اور فقہا و فقرا، مدرسوں اور خانقاہوں میں بیان کرتے ہیں اور اس طرح موضوع احادیث آئندہ

۱۲۔ کشف الظنون، حاجی خلیفہ۔ ج ۱، ص ۱۷۷۸ و ۱۷۸۰ ۱۳۔ الاعلام، خیرالدین زرکلی۔ ج ۱، ص ۳۲۵
۱۴۔ تاریخ علمائے بغداد المسمی منتخب المختار، ابی المعالی محمد بن رافع السلامی، ص ۴۴

ول تک پہنچائی جا رہی ہیں۔ یہ صورتِ حال سنتِ رسول سے قطعی ناواقفیت کا نتیجہ تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ
ب کے بنجر خطے کے سوا کہیں اور محدث نظر نہیں آتے۔ جعلی احادیث اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہ اقوال" کی اشاعت بڑی آزادی سے کتابوں کے ذریعے ہو رہی ہے اور کوئی اس پر توجہ نہیں کرتا کہ ان کا
صد کیا ہے۔ مصنف کا نام مشہور ہونے کی وجہ سے اخلاف نے ان کتابوں کو بخوشی قبول کر لیا اور نتیجہ یہ نکلا
اب خود مذہب ہی خطرے میں پڑ گیا ہے"۔[۵۱]

سچ تو یہ ہے کہ صغانی نے جس عمدہ طریقے سے موضوعات پر کام کیا ہے وہ بعض دوسرے محدثین سے زیادہ
یت کا حامل ہے۔ اگرچہ علامہ ابن الجوزی بھی اس فن میں بڑی شہرت رکھتے ہیں لیکن ان کی کتاب میں وہ منطقی
تیب نہیں ہے جو صغانی کے رسائل میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً انھوں نے اپنے رسائل میں ایسے مباحث کی
شاندہی کی ہے جن سے متعلق احادیث عموماً وضع کر لی گئی تھیں۔ ہم ان موضوعات کو درج ذیل سطور میں نمبروار
رج کرتے ہیں :

(۱)۔ کسی شخص کا نام احمد یا محمد رکھنے کے متعلق احادیث۔

(۲)۔ چاول، خربوزہ، لہسن، بینگن اور پیاز وغیرہ کے بارے میں احادیث

(۳)۔ کچھوا، ریچھ، چرخ، چھپکلی وغیرہ سولہ اقسام کے جانوروں کی تبدیلی ہیئت کے بارے میں احادیث

(۴) مہینوں، دنوں اور راتوں کے خواص کے متعلق احادیث

(۵)۔ ماہ رجب کی فضیلت والی احادیث

(۶)۔ مسجدوں میں استعمال کی جانے والی قندیلوں، موم بتیوں اور چٹائیوں سے متعلق احادیث

صغانی کی اس درجہ بندی سے ایک اور بات سامنے آئی، وہ یہ کہ صحت احادیث کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ جو
بات رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کی جائے اس کی نوعیت، الفاظ، معنی اور جس بارے میں حدیث
بیان کی جا رہی ہے، ان سب کے متعلق مکمل معلومات حاصل ہونی چاہئیں، تب جا کر اس کے درست اور نادرست
ہونے کا صحیح فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

رسائل کے ساتھ ساتھ انھوں نے ایک اور مفید کتاب کتاب الضعفا کے نام سے تصنیف کی۔ یہ کتاب

---

[۵۱] رسالہ فی الموضوعات۔ ص ۲۰۱

ان لوگوں کے ناموں کی فہرست ہے جو حدیثیں گھڑا کرتے تھے۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا اس دَور میں بھی موضوع روایات کے خلاف کوئی محاذ قائم ہوا ہے؟ تو اس کا صاف جواب نہیں ہی ہے۔ بلکہ ہو یہ رہا ہے کہ اب بھی ہر مسلک کے حامی اپنے مسلک کی حفاظت میں انھیں موضوع روایات کو بیان کرتے ہیں۔ واعظین اور خطبا اپنی تقریر کی بنیاد انہی موضوع روایات کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس کے نتائج سے بے خبر ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ جب ثابت ہو جائے کہ یہ حدیث موضوع ہے، پھر اُسے بیان کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو۔

۱۸۔ **کتاب الموضوعات الکبریٰ والصغریٰ**: اس کے مصنف علی بن سلطان محمد ہروی ہیں جن کو فقہ حنفی میں شہرت دوام نصیب ہوئی اور جو ملا علی قاری کے نام سے معروف ہیں۔ متعدد بہترین کتابوں کے مصنف ہیں۔ اپنے زمانے کے یگانۂ روزگار محقق و مدقق تھے۔ ۱۰۱۴ھ کو مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوا[16]

موضوعات پر ان کی دو کتابیں ہیں۔ ایک موضوعات الکبریٰ اور دوسری موضوعات الصغریٰ۔ موضوعات الکبریٰ کے ابتدا میں، ملا علی قاری نے موضوع حدیث کے پس منظر اور وجوہ و اسباب پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بھی لکھا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قصہ گو اور پیشہ ور واعظین احادیث گھڑنے میں کس قدر دلیر تھے۔ موضوعات الکبریٰ کئی دفعہ چھپ چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ موضوعات الصغریٰ بھی حلب سے عبدالفتاح کی تعلیقات کے ساتھ چھپ گئی ہے۔

۱۹۔ **موضوعات المصابیح**: شیخ سراج عمر بن علی القزوینی[17]، ۶۸۳ھ کو قزوین میں پیدا ہوئے۔ ابوحفص کنیت تھی اور سراج الدین لقب۔ اپنے زمانے میں عراق کے محدث تھے۔ بغداد میں ۷۵۰ھ کو انتقال فرمایا۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں[18] انھوں نے موضوعات المصابیح کے نام سے موضوع احادیث کو جمع کیا۔ اس کتاب کا ذکر صرف صاحب تحفۃ الاحوذی شارح ترمذی علامہ عبدالرحمٰن مبارک پوری نے کیا ہے۔

۲۰۔ **مختصر المجد فیروز آبادی**: محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم ابن عمر بن ابی بکر بن احمد بن محمود ابن ادریس بن فضل اللہ فیروز آبادی شیرازی، شافعی۔ مجدالدین لقب اور کنیت ابوالطاہر ہے۔ ۷۲۹ھ کو

---

۱۶ الاعلام، خیر الدین زرکلی۔ دیکھیے علی بن سلطان

۱۷ تحفۃ الاحوذی۔ مقدمہ شرح ترمذی، محمد عبدالرحمٰن مبارک پوری، ص ۱۴۳

۱۸ الاعلام، خیر الدین زرکلی۔ جلد ۷، ص ۲۱۸

کازرون میں پیدا ہوئے، بہت سے علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ کئی مشہور اور مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں ان کی لغت القاموس المحیط کو بڑی شہرت حاصل ہوئی [۱۹] احادیث موضوعہ سے متعلق تصانیف میں مختصر المجد فیروز آبادی کا تذکرہ صاحب تحفۃ الاحوذی نے مقدمہ شرح ترمذی میں کیا ہے [۲۰]

(۲۱) مجموعہ شیخ عطار : یہ تالیف علی بن ابراہیم بن داؤد بن سلمان بن سلیمان، ابوالحسن، علاءالدین ابن العطار کی ہے۔ اس کتاب کا ذکر صاحب تحفۃ الاحوذی نے شرح ترمذی کے مقدمہ میں کیا ہے [۲۱] شیخ عطار ۶۵۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۷۲۴ھ کو مرض فالج میں انتقال کیا۔

دمشق کے اکابر علما میں شمار کیے جاتے ہیں۔ مدرسہ نوریہ میں تیس سال تک شیخ المدرسہ کے عہدے پر فائض رہے۔ ۷۰۱ھ میں ان پر فالج کا حملہ ہوا۔ آخری عمر تک اسی حالت میں رہے [۲۲]

ان کی تصانیف میں سے الوثائق المجموعۃ، الاعتقاد الخالص عن الشك والانتقاد، اداب الخطیب، احکام شرح عمدۃ الاحکام، فضل الجهاد، حكم الاحتكار عند غلاء الاسعار اور رسالۃ فی احکام الموتی وغسلهم، وغیرہ کا ذکر صاحب اعلام نے کیا ہے۔ ایک اور کتاب کا ذکر جو امام نووی کے ترجمے پر محتوی ہے۔ صاحب معجم المؤلفین نے کیا ہے۔ یہ امام نووی سے قربت رکھتے تھے۔ اس لیے لوگ انھیں مختصر النووی کہہ کر پکارنے لگے تھے۔ صاحب البدایہ کے قول کے مطابق قاسیون میں مدفون ہیں [۲۳]

---

[۱۹] معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ - ج ۱۲، ص ۱۱۸

[۲۰] مقدمہ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی، ص ۱۴۲

[۲۱] ایضاً - ص ۱۴۳

[۲۲] الاعلام، خیر الدین زرکلی - ج ۷، ص ۵

[۲۳] البدایہ والنہایہ